غیر مسلم شہریوں کے حقوق

اسلام تمام بنی نوع انسان کے لیے امن اور رحمت کا مذہب ہے، مسلمان اور غیر مسلم دونوں کے لیے۔ قرآن کریم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتا ہے: اے نبیؐ، ہم نے تو تم کو دنیا والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (21:107)۔ وہ تمام جہانوں کے لیے رحمت تھے، انہوں نے اپنے مثالی کردار سے اللہ کا آخری پیغام پہنچایا۔

ذمی عربی اصطلاح ذمہ سے آیا ہے جس کا مطلب معاہدہ یا عہد ہے۔ اسلامی ریاست کے تحت بسنے والے غیر مسلم کو ذمی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ایک معاہدہ کے تحت رہ رہے ہیں۔ وہ ایک ایسا شخص ہے جس کا اللہ، اللہ کے نبی اور مومنوں کے ساتھ عہد اور معاہدہ ہے، کہ وہ حفاظت میں رہے گا اور اسلامی قوانین کے تحت آزادی اور وقار کے ساتھ زندگی گزار سکے گا۔

غیر مسلموں کے ساتھ اسلام کا روادارانہ رویہ، خواہ وہ اپنے ہی ممالک میں رہتے ہوں یا مسلم سرزمین میں، تاریخ کے مطالعہ کے ذریعے واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ حقیقت نہ صرف مسلمانوں کے ذریعہ پیش کی گئی ہے، بلکہ بہت سارے غیر مسلم مورخین بھی اسے قبول کرتے ہیں۔

ڈاکٹر شریف البوسونی نے اپنے مضمون "اسلام: تصور، قانون اور دنیا ہیبیئس کارپس "1969 کے موسم خزاں میں روٹرز کیمڈن لا جرنل میں شائع ہوا۔ مختصراً یہ کہنے کے لئے دو بنیادی وجوہات ہیں کہ یہ کہنا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا ہے، وہ درست نہیں ہے۔ پہلے، رومیوں کے برعکس، مسلمان خود کو دنیا کی آبادی کا خدا تصور نہیں کرتے تھے، جو رومیوں کے مابین ایک غالب نظریہ تھا۔ جیسا کہ اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں اشارہ کیا گیا ہے، مسلمان اپنے آپ کو اللہ کا بندہ یا غلام سمجھتے ہیں۔ دوم، غیر مسلموں کو اور اسلامی ریاست کے تحت رہنے والے کو قانون کے دائرہ اختیار سے باہر نہیں سمجھا جاتا ہے، جیسا کہ رومی محکوم لوگوں کے بارے میں تصور رکھتے تھے۔ اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ اسلامی ریاست کے تحت مسلم اور غیر مسلم ہر لحاظ سے قانون کے سامنے برابر ہیں۔ ایک مسلمان اور ذمی کے درمیان فرق سیاسی اور قانون سازی کا ہے نہ کہ انسانی حقوق کا۔ اس لحاظ سے اسلامی حکومت کے تحت اقلیتوں کو عصری جمہوری نظاموں کے مقابلے میں زیادہ مراعات حاصل ہیں۔

پیٹریارک گیٹو نے لکھا: "عرب، جن کو اللہ نے دنیا پر کنٹرول دیا تھا، انہوں نے ہمارے ساتھ وہی سلوک کیا جیسے اللہ نے حکم دیا، وہ عیسائیوں کے دشمن نہیں ہیں۔ واقعی، وہ ہمارے لوگوں کی تعریف

کرتے ہیں، اور ہمارے پجاریوں اور ولیوں کے ساتھ عزت کا سلوک کرتے ہیں،اور ہمارے گرجا گھروں اور خانقاہوں کو امداد کی پیش کش کرتے ہیں۔

ول ڈیورنٹ نے لکھا ہے: ”اموی خلافت کے وقت، معاہدہ اور عہد کے افراد، عیسائی، زرتشت، یہودی، اور سیبئن، صابی نے اس حد تک رواداری کا فائدہ اٹھایا جو آج بھی ہمیں عیسائی ممالک میں نہیں ملتا۔ وہ اپنے مذہب کی رسومات پر عمل کرنے کے لئے آزاد تھے اور ان کے گرجا گھروں اور مندروں کی حفاظت کی گئی۔ وہ آزادی کا لطف بھی اٹھاتے اور ان کے فیصلے ان کے مذہبی قوانین کے تابع ہوتے اور اسی کے مطابق فیصلہ کیا جاتا تھا۔

مسلمانوں اور دوسرے عقائد کے لوگوں کے مابین اچھے تعلقات دین اسلام کی تعلیمات کا براہ راست نتیجہ تھے، جو یہ درس دیتا ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگ اپنے عقیدے پر عمل کرنے کے لئے آزاد ہیں، صرف وہ اپنی مرضی سے اسلام کی پیش کردہ ہدایت کو قبول کرسکتے ہیں۔ اللہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے (2:256)۔ اسلام نہ صرف ان کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی کا حکم دیتا ہے، بلکہ یہ بھی کہ ان کے ساتھ دوسرے ساتھی انسانوں کی طرح سلوک کیا جائے۔ اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے خلاف انتباہ کرتے ہوئے، نبیؐ نے فرمایا: خبردار، جو بھی غیر مسلم اقلیت پر ظلم کرتا اور سختی سے پیش آتا ہے، ان کے حقوق کو غصب کرتا، ان کی برداشت سے زیادہ بوجھ ڈالتا ہے، یا ان کی مرضی کے خلاف ان سے کوئی چیز لے؛ میں محمدؐ قیامت کے دن اُس شخص کے خلاف شکایت کنندہ ہوں گا۔“ (ابوداؤد)

حقیقت میں، قرآن مثالی اسلامی ریاست کے غیر مسلم اقلیتوں کو نہ صرف برداشت کرنے پر زور دیتا ہے، بلکہ ان کے ساتھ خوشگوار اور دوستانہ تعلقات قائم کرنے پر بھی زور دیتا ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ بحیثیت مسلمان ہم اُن غیر مسلموں سے اچھے تعلقات رکھیں جو ہم سے لڑ نہیں رہے ہیں اور جو ہمارے نصب العین میں رکاوٹ نہیں۔ قرآن میں اللہ کہتا ہے: اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے مُعاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمہیں تُمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ تمہیں جس بات سے روکتا ہے وہ تو یہ ہے کہ تم اُن لوگوں سے دوستی کرو جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمہارے اِخراج میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے۔ اُن سے جو لوگ دوستی کریں وہی ظالم ہیں (60:8-9)۔

سب سے اہم، خواہ کوئی شخص مسلمان ہو یا غیر مسلم وہ قانون کے سامنے برابر ہے۔ ذمی کی حیثیت سے پتہ چلتا ہے کہ ہمیں اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کرنے میں زیادہ سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں، یہ دعویٰ کرنے کی بجائے کہ سب ایک جیسے ہیں، عہد کی وجہ سے اقلیتیں زیادہ حقوق سے مستفید ہوتی ہیں۔ اسلامی خلافت میں انصاف کی حیثیت پر زور دینے کے لیے، میں آپ کو چوتھے خلیفہ علیؓ کا واقعہ بیان کروں گا۔ کسی نے علیؓ کی حفاظتی زرہ چرالی۔ ایک دن آپؓ نے ایک یہودی شخص کو اسے پہنے ہوئے دیکھا۔ آپؓ نے اسے بتایا کہ یہ میری ہے۔ یہودی نے آپؓ کے دعوے کو ماننے سے انکار کردیا۔ عدالت میں علیؓ نے مقدمہ دائر کیا۔ چونکہ زرہ یہودی کے پاس تھی، اس لئے علیؓ کی ذمہ داری تھی کہ وہ ثبوت اور گواہ پیش کرکے یہ ثابت کریں کہ یہ زرہ آپ کی ہے۔ چونکہ خلیفہ علیؓ اپنے مقدمے میں ثبوت پیش نہیں کرسکے، لہٰذا یہودی کے حق میں فیصلہ دیا گیا۔ یہودی شخص نے اسلام قبول کیا اور زرہ علیؓ کو واپس کردی، کیوں کہ اُن کے صحیفوں میں یہ ذکر تھا کہ آخری نبیؐ کی اُمت عادل ہوگی۔

ایک اور واقعے میں دوسرے خلیفہ عمرؓ نے ایک بوڑھے یہودی کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا۔ آپؓ نے اس سے پوچھا کہ وہ بھیک کیوں مانگ رہا ہے؟ اس نے انہیں بتایا کہ وہ بوڑھا ہے اور جزیہ ادا نہیں کرسکتا۔ عمرؓ نے حکم دیا کہ اِس شخص نے اپنے واجبات ادا کیے ہیں اور اب ریاست کا فرض ہے کہ اس کی دیکھ بھال کرے۔ بیت المال سے اس کے لئے تاحیات وظیفہ مقرر ہوگیا۔ نبیؐ کے اعمال کی ایک اور مثال یہ ہے کہ آپؐ نے نجران اور یمن کے عیسائیوں کے ساتھ ایک میثاق کیا، میثاق نے انہیں مذہبی اور اپنے ذاتی معاملات چلانے کی آزادی دی۔ ایک مشہور دستاویز میں وہ عہد نامہ تھا جو نبیؐ نے سینٹ کیتھرین کے راہبوں اور کاہنوں سے کیا تھا جو مصر میں کوہ سینا کے قریب ہے۔ عہد نامہ کی کچھ شرائط یہ ہیں:

کاہنوں اور راہبوں پر ناجائز ٹیکس نہیں لگایا جائے گا۔

1. کسی بشپ کو اس کے بشپری سے باہر نہیں نکالا جائے گا۔
2. کسی عیسائی کو اپنے مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہونے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔
3. کسی راہب کو اس کی خانقاہ سے نہیں نکالا جائے گا۔
4. عازمین کو ان کی زیارت سے نہیں روکا جائے گا۔
5. کسی چرچ کو مساجد یا مسلمانوں کے گھروں کی تعمیر کی خاطر توڑا نہیں جائے گا۔
6. مسلمان مردوں سے شادی شدہ عیسائی خواتین کو کسی دباؤ یا دھمکی کے بغیر اپنے دین پر پوری طرح عمل کرنے کی اجازت ہوگی۔

7. اگر کاہنوں اور راہبوں کو اپنے گرجا گھروں کی مرمت کے لئے مدد کی ضرورت ہو گی، وہ اُن کو مہیا کی جائے۔
8. ایک غیر مسلم جس نے اپنا ٹیکس ادا کیا ہے اسے فوجی فرائض کے لئے مجبور نہیں کیا جائے گا۔
9. غیر مسلموں کے ساتھ بد سلوکی نہیں کی جانی چاہیئے۔ صفوان، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا: "خبردار، اگر کوئی اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلم پر ظلم کرتا ہے، یا اس کے حق کو پامال کرتا ہے، یا اُسے اُس کی اہلیت سے زیادہ کام کرنے پر مجبور کرتا ہے، یا اس کی رضامندی کے بغیر اُس سے کچھ لے جاتا ہے تو، میں قیامت کے دن میں اُس کے خلاف درخواست دائر کروں گا"۔ (یعنی، آپؐ اُس کا مقدمہ لڑیں گے)

أَلاَ مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا، "جس نے بھی کسی ایسے شخص کو قتل کیا جس کو مسلمانوں نے تحفظ کا عہد دیا ہو وہ جنت کی خوشبو نہیں پاسکے گا، حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت کے فاصلے پر سونگھی جاسکتی ہے"۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا .

جب نبیؐ نے معاذؓ کو یمن میں بطور گورنر بھیجا جس میں مسلمان اور عیسائی آباد تھے، تو آپؐ نے اُن سے کہا، **"مظلوموں کی بددعا سے ڈرو، اُس دعا اور اللہ کے مابین کوئی پردہ نہیں، چاہے دعا مانگنے والا کافر ہی کیوں نہ ہو"**۔ آپؐ کا ایک قول جو طبرانی میں نقل ہوا ہے، آپؐ کہتے ہیں: **"جس کسی نے ذمی کو تکلیف دی، وہ مجھے تکلیف دے رہا ہے اور جو شخص مجھے تکلیف دے رہا ہے وہ اللہ کو تکلیف دے رہا ہے"**۔ ایک اور حدیث میں آپؐ نے کہا کہ جو بھی کسی عہد والے غیر مسلم کو تکلیف پہنچاتا ہے میں اس کا شکایت کنندہ ہوں گا اور جس کا بھی میں شکایت کنندہ ہوں گا، میں قیامت کے دن اس کے حقوق مانگوں گا۔ یہ محض اس موضوع پر کچھ نبیؐ کے اقوال ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ 20 ویں صدی میں ہم دوسروں کے لئے رواداری اور احترام کے اس جذبے کو کہیں ڈھونڈ سکتے ہیں۔